وَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۝ وَاعْلَمُوٓا
أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ أَنْزَلْنَا عَلٰى
عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

اور اگر نہ مانیں تو (مسلمانو!) یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہارا اصلی کارساز ہے جو بہت ہی اچھا کارساز اور بہت ہی اچھا مددگار ہے ✱ اور جان رکھو کہ جو کچھ تم غنیمت حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ اور رسول اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس پر جو ہم نے فیصلہ کے دن جب کہ دو لشکر آملے تھے اپنے بندے پر نازل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے

(۸/ ۴۰، ۴۱ ✱ ت: ح)

۴۰۔ اور اگر وہ ایمان سے روگردانی کریں تو جان لو کہ بلا شبہ تمہارا مددگار اور تمہارے کاموں کا پورا کرنے والا اللہ ہے وہ اچھا مددگار اور کاموں کو درست فرمانے والا اور بہتر اور محسن ہے (جلالین)

"الحمد للہ نویں پارہ کی تفسیر مکمل ہوئی"

۴۱۔ اے غازیان بدر یقین رکھو جان لو کہ جہاد میں تم نے جو بھی منقول مال چھوٹا بڑا کفار سے بطور غنیمت حاصل کیا اس کے پانچ حصے کرو ایک حصہ اللہ کے نام کا۔ باقی چار حصے غازیوں کی ملک اللہ نام کا حصہ پھر پانچ کئے جائیں تو ان میں ایک حصہ حضور نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جسے وہ اپنی ذات اپنے گھر والوں پر صرف کریں اور دوسرا حصہ ان محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ان رشتہ داروں کا ہے جو نسب یا نصرت میں ان کے قریب ہیں امیر ہوں یا غریب۔ اور تیسرا حصہ عام یتیموں کا چوتھا حصہ عام مسکینوں کا اور پانچواں حصہ راہ گیر مسافروں کا۔ اے صحابہ اگر تمہارا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے۔ اور اس فتح و نصرت فرشتوں کے نزول پر بھی ایمان ہے جو بدر کے دن اس بندہ خاص پر نازل ہوئے اور ان کے طفیل تم سب پر تو تم ضرور اس حکم پر عمل کرو۔ بدر کا دن حق و باطل میں فیصلہ کن اور فرق کا دن ہے اس دن دو جماعتیں معرکہ آرا ہوئیں یعنی مومنوں کی اور کافروں کی تم اس دن کی فتح و نصرت پر غور کرو اور یقین رکھو اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والا ہے جس نے تین سو تیرہ نہتے کمزور مسلمانوں کے ہاتھوں ایک ہزار مسلح جنگجو پہلوانوں کو شکست دے دی حتیٰ کہ دو کمسن ناتجربہ کار بچوں کے ہاتھوں ابو جہل جیسے سرکش کو قتل کرا کے اس کا غرور خاک میں ملا دیا وہ چاہے تو کمزور بچوں سے جباروں کو ہلاک کرا دے اس پر بھروسہ رکھو (خلاصۃ التفاسیر)

لغوی اشارے ★ اَلْمَوْلٰی: اسم مفرد، الموالی جمع، کارساز، حمایتی، دوست ● نِعْمَ: کلمہ مدح ہے اہل نحو کہتے ہیں کہ جس طرح بِئْسَ فعل ذم ہے اسی طرح نعم فعل مدح ہے ● اَلنَّصِیْرُ: صیغہ صفت مرفوع معرفہ، نصر سے مدد کرنے والا ● غَنِمْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف (باب سمع) غُنْمٌ اور غَنِیْمَۃٌ مصدر، غنم کے اصلی معنی کا سیاں، فتح، استعمالی معنی فتح کے بعد دشمن سے چھینا ہوا مال، تم نے دشمن سے چھینا اور پایا ● خُمُسَہٗ: اس کا پانچواں حصہ۔ خمس اسم مضاف ہے ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ● اَلْقُرْبٰی: اسم مصدر، رشتہ داری، قرابت، قرب (باب نصر) مصدر، قَرَابَۃٌ قُرُوْبٌ منہ (باب کرم) مصدر قُرْبٌ وقُرْبَانٌ قِرْبَۃٌ (باب سمع) مصدر قُرْبٌ وقُرْبَانٌ۔ نزدیک ہونا (قاموس) ● اَلْیَتٰمٰی: جمع معرف باللام الیتیم واحد۔ وہ بچے جن کا باپ مر گیا ہو، لڑکیاں ہوں یا لڑکے ● اَلْمَسٰکِیْنِ: جمع مجرور المسکین واحد مفلس، نادار لوگ ● اِبْنِ السَّبِیْلِ: مسافر۔ ابن السبیل کے لفظی معنی ہیں راستے کا بیٹا کیونکہ مسافر راہ نوردی کرتا ہے اس لئے اسے ابن السبیل کہتے ہیں ● اَلْفُرْقَانِ: فرقان مصدر ہے یعنی الگ الگ کرنا، حق کو باطل سے جدا کرنا اور صیغہ صفت بھی یعنی حق کو باطل سے الگ کر دینے والی شے قرآن مجید، دلیل وحجت، وہ نور جس سے حق اور باطل میں امتیاز ہو جائے خصوصاً بدر کا دن جو حق اور باطل میں فیصلہ کر دینے کا دن تھا۔ یَوْمٌ اور اَلْیَوْمُ: اسم ظرف مضاف دن طلوع فجر سے غروب تک اَیَّامٌ جمع (لغات القرآن)

معلومات مزید: اور اگر انہوں نے منہ پھیر لیا تو جان رکھو کہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے وہ بڑا اچھا مولیٰ اور بڑا اچھا مددگار ہے اور اگر ان کی عادت تمہارے خلاف اور تمہاری مخالفت پر قائم رہیں تو اللہ تعالیٰ تمہارا مولیٰ اور تمہارا ناصر ہے

● وہ مال جسے کوئی فرد یا جماعت کوشش اور سعی سے حاصل کرے اسے لغت میں غنیمت کہتے ہیں ★ عرفِ شرع میں صرف اس مال کو غنیمت کہتے ہیں جو کفار سے قوت وغلبہ اور لشکر کشی سے حاصل کیا جائے ★ لیکن کفار کا وہ مال جو بغیر لڑے ہاتھ آ جائے اسے اصطلاح شریعت میں فیئ کہتے ہیں ★ مال کے پانچویں حصہ (خمس) کے مصارف اس آیت میں واضح فرما دیئے گئے ★ پانچواں حصہ (خمس) اللہ اور اس کے رسول کا حصہ ★ ذی القربیٰ سے مراد حضور ﷺ کے قریبی رشتہ دار بنی ہاشم اور بنی مطلب ★ یتامیٰ ★ مساکین ★ مسافر ★ مال غنیمت کے احکام پر عمل پیرا ہونا دراصل ایمان کی دلیل ہے۔ من مانی نہ کریں۔ یہ ارشاد ہوا کہ مال غنیمت میں خیانت نہ کرو کیونکہ یہ دنیا میں باعث رسوائی ہے اور عقبیٰ میں موجب عذاب ★ اہل ایمان نے ہمیشہ اپنی امانت داری کو ہر طرح کی آلودگی سے بچائے رکھا۔

إِذْ أَنتُم بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُم بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنكُمْ ۚ
وَلَوْ تَوَاعَدتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ ۙ وَلَٰكِن لِّيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا
كَانَ مَفْعُولًا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ
عَن بَيِّنَةٍ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

جب تم وادی کے نزدیک والے کنارے پر تھے اور وہ (لشکرِ کفار) دور والے کنارہ پر تھا اور (تجارتی) قافلہ نیچے کی طرف تھا تم سے اور اگر تم لڑائی کے لئے وقت مقرر کرتے تو پیچھے رہ جاتے وقتِ مقررہ سے لیکن (یہ بلا ارادہ جنگ اس لئے تھی) تاکہ کر دکھائے اللہ تعالیٰ وہ کام جو ہو کر رہنا تھا تاکہ ہلاک ہو جسے ہلاک ہونا ہے دلیل سے اور زندہ رہے جسے زندہ رہنا ہے دلیل سے اور بے شک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا جاننے والا ہے (۸/۴۲ ✱ ت: ض)

۴۲ ۔ عدوۃ الدنیا یعنی وادی بدر کا وہ کنارہ جو مدینہ کے رخ پر ہے اور عدوۃ القصویٰ وہ کنارہ جو مکہ مکرمہ کی جانب ہے۔ اس مدینہ کی طرف کے گوشے میں لشکرِ اسلام کا پڑاؤ تھا اور پرلے گوشہ پر لشکرِ کفار کا اور وہیں پانی بھی تھا۔ قافلہ جس کے لئے مسلمان نکلے تھے نشیب میں تھا یعنی سمندر کا کنارہ اس میدان سے تین میل کے فاصلہ پر چلا گیا تھا۔ پھر فرماتا ہے اگر جنگ کا کوئی وقت معین کیا جاتا تو اے اہلِ اسلام! تم بہ اپنی بے سروسامانی کی وجہ سے وقتِ معین پر نہ پہنچتے یہاں آ کر تا تم سے ان کا معرکہ آرائی کرا کر کفر کا کام تمام کرا دیا تاکہ قدرتِ حق دیکھنے کے بعد جو کفر ہی پر مر کر ہلاک ہو تو دیدہ دانستہ یعنی حجت دیکھ کر اور جو ایمان لائے تو حجت دیکھ کر (تفسیر حقانی)

لغوی اشارے ✱ عُدْوَۃ: کنارہ، ناکہ، جانب، سمت طرف ● دنیا: عالم دنیا بہت نزدیک، بہت ذلیل دانیۃ اور دنیۃ کا اسم تفضیل ہے اول صورت میں اس کے معنی بہت قریب اور بہت نزدیک کے اور دوسری صورت میں بہت ذلیل اور بہت حقیر ہے ● اسم تفضیل مونث الاقصیٰ مذکر اور دور والا کنارہ یعنی مدینہ سے دور مکہ کی طرف والا کنارہ ۔ ✱ ۵۱ قُصًا کے معنی دوری۔ قاصر دور اقصیٰ (باب سمع) دور ہو گیا کنارہ پر ہو گیا (المفردات و قاموس) صاحب معجم القرآن نے قصویٰ کا ترجمہ کیا ہے علیا یعنی اونچی اونچا اور کنارہ

معلومات مزید ✱ تم مدینہ سے جانب قریب میں اور کافر دور جانب تھے اور قافلہ سوداگروں کا تم سے نیچے کی طرف بجانب قریب دریا تھا اور اگر تم باوعدہ بکروں کی جانب سے لڑنے کا وقت مقرر ہوتا تو تم میعاد مقرر پر وہاں نہ پہنچتے اور اختلاف کرتے لیکن اللہ نے تم کو بغیر وعدہ کے بلا دیا تاکہ ظاہر کرے اس امر کا جو ہو کر رہنا ہی تھا یعنی یوم

یوم یعنی اسلام کا فتح یاب ہونا اور کفر کا مٹنا ۔

إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

(اور وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے) جب اللہ نے آپ کے خواب میں آپ کو وہ لوگ کم دکھلائے۔ اور اگر (اللہ) انہیں آپ کو زیادہ دکھا دیتا تو تم لوگ ہمت ہار جاتے اور آپس میں جھگڑنے لگتے اس بات میں لیکن اللہ نے (تم کو) بچا لیا بے شک وہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے (۸/۴۳ * ت: ۴)

سوم۔ یاد کیجیے اے محبوب ﷺ! جب کہ آپ کو آپ کے دشمن اللہ تعالیٰ دکھاتا تھا آپ کو خواب دراصل یہ کہ وہ تھوڑے نظر آتے تھے۔ حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کفارِ قریش تھوڑے کر کے دکھائے اور آپ نے وہی خواب اپنے صحابہ کو سنایا جو یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضورؐ کے خواب حق ہوتے ہیں اس وقت وہ تھوڑے تھے لیکن تو اس سے ان کے دل مضبوط ہو گئے۔ اے مسلمانو! اگر تمہیں وہ کفار بہت کر کے دکھاتا تو تم بزدلی کر کے خطرے کی صورت سے پیچھے ہٹ جاتے اور جنگ کے معاملہ میں جھگڑا کر دیتے۔ تمہاری آراء مختلف ہو جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے بچا لیا یعنی تمہیں بزدلی اور جھگڑے سے صحیح سالم رہنے کی نعمت بخشی۔ بے شک اللہ تعالیٰ علم والا ہے دلوں کی بات جانتا ہے۔ (بحر الروح البیان)

لغوی اشارے * مَنَامِكَ : منام اسم مضاف مجرور کَ ضمیر خطاب مضاف الیہ۔ تیرا خواب، تیری نیند ●

فَشِلْتُمْ : جمع مذکر حاضر ماضی معروف فَشِلَ (باب سمع) فَشَلٌ کے معنی ہیں پست ہمت ہو جانا ●

معلومات مزید * غزوۂ بدر سے پہلے جو خواب مبارک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے دکھایا تھا اس کی طرف اس آیت شریفہ میں اشارہ فرمایا گیا ہے۔ اس خواب میں دشمنوں کی ناکامی، ذلت و شکست اور مسلمانوں کی کامیابی کی نوید تھی۔ اس خواب شریف کے سبب مسلمانوں کو بڑی تقویت ملی۔

وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝

اور جب لڑتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھاتا اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کرتا کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے اور اللہ کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے (۸/۴۴ * ت : ک)

۴۴ - خواب میں تھوڑا اور کم دکھا کر پھر یہاں مہربانی فرمائی کہ بوقت جنگ بھی مسلمانوں کی نگاہوں میں وہ بہت ہی کم نظر آئے تاکہ مسلمان دلیر ہو جائیں اور انہیں کوئی چیز نہ سمجھیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے تو اندازہ کر کے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ لوگ کوئی ستر کے قریب ہوں گے اس نے پورا اندازہ کر کے کہا نہیں نہیں کوئی ایک سو ہی ہیں ان میں سے ایک شخص ہمارے ہاتھ میں قید ہو گیا اس سے ہم نے پوچھا کہ تم کتنے ہو اس نے کہا ایک ہزار کا یہ لشکر ہے پھر اسی طرح کافروں کی نظروں میں بھی اسے حکیم نے مسلمانوں کی تعداد کم دکھائی اب تو وہ جی دو چند ہو گئے تاکہ رب کا کام جس کا کرنا وہ اپنے علم میں مقرر کر چکا تھا پورا ہو جائے کافروں پر اپنی پکڑ اور مومنوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے پس جب تک لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی یہی کیفیت دونوں جانب رہی لڑائی شروع ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتوں سے اپنے مومن بندوں کی مدد فرمائی مسلمانوں کا جتھا بڑھ گیا اور کافروں کا زور ٹوٹ گیا۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

لغوی اشارات * یُرِیْکُمُوْهُمْ : واحد مذکر غائب مرفوع "اراءۃ" سے کُمُوْ مفعول اول ھُمْ مفعول دوم۔ کُم اور کُمُو میں صرف املائی اور اشباعی فرق ہے معنی دونوں کے ایک ہی۔ وہ دکھا رہا تھا تم کو ان کو نظروں میں ان کو ● یُقَلِّلُ : واحد مذکر غائب مضارع تقلیل مصدر (تفعیل) وہ کم کر کے دکھا رہا تھا، وہ کم محسوس کرا رہا تھا ● تُرْجَعُ ، وہ پھیری جاتی ہے وہ لوٹائی جاتی ہے (لغات القرآن)

معلومات مزید * اللہ تعالیٰ کی حکمت، مصلحت اور قدرت کاملہ کا ظہور ہوا کہ مسلمانوں کو کافر بہت تھوڑے نظر آ رہے تھے تاکہ وہ حوصلہ مندی سے ثابت قدم رہیں اور کافروں کو بھی مسلمان کم دکھائی دے رہے تھے تاکہ وہ ڈر کر میدان نہ چھوڑ جائیں۔ دونوں فریق اپنی اپنی جگہ ڈٹ کر معرکہ آرا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت سے مسلمانوں کو فتح و کامرانی سے ہمکنار کیا اور کفر کا زور توڑا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے ایمان والو! جب تم کسی لشکر سے مقابل ہوا کرو تو ثابت قدم رہا کرو اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ (۸/۴۵ * ت : ح)

۴۵ - رب تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں غازیانِ اسلام کو حملہ آور مخالفین کے مقابلہ کے لئے پانچ روحانی اسلحہ عطا فرمائے ہیں جن میں سے تین اقدام کے لئے ہیں اور دو ان کے حملہ سے بچاؤ کے لئے ہیں۔ ثابت قدمی، اللہ کا ذکر، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت یہ کفار پر اقدام کے لئے روحانی اسلحہ ہیں اور اتحاد و تنظیم اور صبر یہ دونوں دفاعی اسلحہ ہیں چنانچہ ارشاد ہے کہ اے مومنو! جب کبھی تمہارا کسی بے دین لشکر کفار یا لشکر اشرار سے ہو تو ان کے مقابلہ میں تم ثابت قدم رہو کہ مخالفین اپنی جگہ سے ہٹیں تو ہٹیں تمہارے قدم نہ ڈگمگانے رہیں اور اس وقت تمہاری زبانوں پر اللہ کا ذکر بہت ہو کہ جہاد کے دوران نمازیں پابندی ہوں۔ ذکر و دعا سے تمہاری زبانیں تر ہوں۔ اگر تم نے یہ عمل کئے تو امید کرو کہ تم کامیاب ہو گے (بحوالہ نور العرفان/ اقتباس)

لغوی وضاحت ★ فِئَةً : واحد، حالت رفع، گروہ اسم منقول

امام راغب وہ گروہ جو باہم مددگار ہو اور ایک دوسرے کی طرف مدد کرنے کے لئے لوٹے (مفردات) ● فِئَةً واحد حالت نصب گروہ ● اثْبُتُوْا: تم ثابت رہو، تم استوار رہو۔ تم قائم رکھو ثَبَاتٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● كَثِيْرًا: بہت ● تُفْلِحُوْنَ: تم بھلا پاؤ، اِفْلَاحٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (لغات القرآن)

مفہومات مزید: دشمن سے ملنے کی آرزو نہ کرو لیکن جب ان سے لڑائی ہو جائے تو ڈٹ کر مقابلہ کرو دوران سے جتنی تکالیف پہنچیں ان پر صبر کرو (مفہوم حدیث) دشمن سے ملنے کی آرزو سے روکنے کا ایک سبب یہ ہے کہ ان میں تکبر اور عجب خود بینی اور صرف اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ کا خیال عموماً پیدا ہو جاتا ہے اور یہ چیز اکثر شکست ہونے اور ہارنے کا موجب ہیں علاوہ ازیں ایسے تصورات سے دشمن سے مقابلہ کے انتظام سے لاپرواہی اور ان کی تحقیر کے خیالات آتے ہیں اور یہ بھی شکست کا سبب بنتا ہے بالطور احتیاط کے منافی بھی ہے ★/ ذکر الٰہی مستحب ہے ایسے ہی ذکر کے حلقوں میں بیٹھنا بھی مستحب ہے ہر دور میں ذکر الٰہی کا چرچا رہا اور کوئی دور ایسا نہیں جس میں حلقہ ذکر کے لئے لوگوں کا اجتماع نہ ہوا ہو

شارق الانوار میں لکھا ہے کہ

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا
إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا
وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝

اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم کم ہمت ہو جاؤ گے اور اکھڑ جائے گی تمہاری ہوا اور (ہر مصیبت میں) صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ✱ اور (دیکھو!) نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو نکلے تھے اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور (محض) لوگوں کے دکھلاوے کے لئے اور روکتے تھے اللہ کی راہ سے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے (اپنے علم اور قدرت سے) گھیرے ہوئے ہے۔ (۸/ ۴۶، ۴۷ ✱ ت: ض)

۴۶ - اللہ اور رسول کی اطاعت کو ہاتھ سے نہ جانے دو، وہ جو فرمائیں بجا لاؤ، جس سے روکیں رک جاؤ، آپس میں جھگڑے اور اختلاف نہ پھیلاؤ ورنہ ذلیل ہو جاؤ گے نہ دل جم جائے گی ہوا اکھڑ جائے گی قوت اور تیزی جاتی رہے گی، اقبال و ترقی رک جائے گی۔ دیکھو صبر کا دامن نہ چھوڑو اور یقین رکھو کہ صابروں کے ساتھ خود خدا ہوتا ہے۔ صحابہ کرام ان احکام میں ایسے پورے اترے کہ ان کی مثال اگلوں میں بھی نہیں پیچھے والوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ یہی شجاعت، یہی اطاعت رسول، یہی صبر و استقلال تھا جس کے باعث مدد خدا شامل حال رہی اور بہت ہی کم مدت میں باوجود تعداد اور اسباب کی کمی کے مشرق و مغرب کو فتح کر لیا نہ صرف لوگوں کے ملکوں کے مالک بنے بلکہ ان کے دلوں کو بھی فتح کر کے خدا کی طرف لگا دیا (تفسیر ابن کثیر)

۴۷ - یہ آیت کفار قریش کے حق میں نازل ہوئی جو بدر میں بہت اتراتے اور تکبر کرتے آئے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی یا رب یہ قریش آ گئے تکبر و غرور میں سرشار اور جنگ کے لئے تیار ہیں تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں یا رب اب وہ مدد عنایت ہو جس کا تو نے وعدہ کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ابو سفیان نے دیکھا کہ قافلہ کو کوئی خطرہ نہیں رہا تو انہوں نے قریش کے پاس پیام بھیجا کہ تم قافلہ کی مدد کے لئے آئے تھے اب اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے لہٰذا واپس جاؤ۔ اس پر ابو جہل نے کہا کہ خدا کی قسم ہم واپس نہ ہوں گے یہاں تک کہ ہم بدر میں اتریں تین روز قیام کریں اونٹ ذبح کر کے بہت سے کھانے پکائیں شرابیں پئیں کنیزوں کا گانا بجانا سنیں عرب میں ہماری شہرت ہو اور ہماری ہیبت ہمیشہ باقی رہے لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا جب وہ بدر میں پہنچے تو جام شراب کی جگہ انہیں ساغر موت پینا پڑا اور کنیزوں کی ساز و نوا کی جگہ رونے والیاں انہیں روئیں۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کو حکم فرماتا ہے کہ اس واقعہ سے عبرت

حاصل کریں اور سمجھ لیں کہ فخر و ریا اور غرور و تکبر کا انجام خراب ہے۔ بندے کو اخلاص، اطاعت اور تحمل چاہیے۔ (حاشیہ کنز الایمان)

تشریحِ الفاظ ✱ أَطِيعُوا : تم اطاعت کرو، تم حکم مانو۔ إِطَاعَةٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● تَفْشَلُوا : تم بزدل ہو جاؤ گے۔ تم سست ہو جاؤ گے۔ فَشَلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ نون اعرابی عامل کے آنے سے گر گیا ہے۔ ● تَذْهَبَ : وہ جاتی ہے، وہ جائے گی، وہ جاتی رہے۔ ذَهَابٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ● صَبْرٌ : صبر، تحمل، سہنا۔ جمے رہنا تنگی میں روکے رکھنا۔ صَبَرَ يَصْبِرُ کا مصدر ہے۔ امام راغب مفردات میں فرماتے ہیں۔ "صبر" کے معنی ہیں اپنے جی کو اس طرح روکے رکھنا جس طرح کہ عقل اور شرع کا تقاضہ ہے یا عقل و شرع جس چیز سے نفس کو روکنے کے مقتضی ہیں اس سے روک دینا۔ پس صبر ایک عام لفظ ہے جس کے مختلف مواقع کے اعتبار سے مختلف نام ہو جاتے ہیں چنانچہ اگر کسی مصیبت پر ہو تو کہا جاتا ہے تو یہ صبر کے سوا اور کسی نام سے موسوم نہیں ہوتا اور جزع (گھبراہٹ) اس کی ضد ہوتا اور اگر جنگ میں ہو تو شجاعت سے موسوم ہوتا اور جُبنٌ (بزدلی) اس کی ضد ہوتا اور اگر کسی ہلا کر دینے والے حادثہ میں ہوتا تو رحب الصدر (کشادہ دلی) سے موسوم ہوتا اور ضجر (تنگ دلی) اس کی ضد ہوتا۔ ● صَابِرِينَ : صبر کرنے والے، ثابت قدم رہنے والے۔ صَبْرٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالت نصب و جر۔ صَابِرٌ واحد ● بَطَرًا : اترانا مصدر ہے (لغات القرآن)

معلومات مزید ✱ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تمہاری قوت زائل ہو جائے گی اور کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی کیونکہ اتفاق میں جو زیادہ قوتیں مجتمع ہو کر اثر پیدا کرتی ہیں اختلاف میں وہ بات کہاں ● مسلمان غازیوں کو یہ کہ تم جہاد میں نہ تو آپس میں لڑنا جھگڑنا اور نہ کفار مکہ ابوسفیان، ابوجہل اور دیگر سرداران کفار کی طرح ہونا جو بدر کی طرف اپنے گھروں سے اتراتے غرور و تکبر کرتے اکڑتے اور فخر کرتے نکلے تھے وہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو اسلام سے پھیر دیں لوگوں کو حق سے روکنے کے معاندانہ اور باطل مقصد اور جذبہ کو پورا کریں لیکن کیا ہوا ان کا غرور و تکبر ملیامیٹ ہو گیا دنیا نے ان کا انجام دیکھ لیا کہ ان کے چوٹی کے ستر سردار مارے گئے اور ستر ہی سردار مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہوئے انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ بدر میں جشن منائیں گے شراب پئیں گے مگر اس کی بجائے خون کے پیالے پینے پڑے ناچ گانے کی جگہ ان کی کنیزوں اور عورتوں نے لاشوں پر رو رو کر بین کیا۔ مغروروں کی لاشیں خاک و خون میں لوٹیں۔ یہ سارے واقعات درس عبرت دیتے ہیں کہ ہمیشہ عجز و انکسار اختیار کریں اور اللہ کے حضور گریہ و زاری اور خشوع و خضوع سے حاضری

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ
وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاۗءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰي عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ
مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰي مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جب شیطان نے انہیں ان کے اعمال خوش نما کر دکھائے اور کہا کہ لوگوں میں سے آج کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور میں تمہارا پشت پناہ ہوں پھر جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے وہ الٹے پاؤں بھاگا اور کہنے لگا میں تم سے بری الذمہ ہوں میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں تو خدا سے ڈرتا ہوں اور اللہ شدید عذاب دیتے ہیں (۸/۴۸ * ت: م)

۴۸۔ شیطان نے قریش کو رسول اللہ ﷺ سے عداوت اور مسلمانوں سے دشمنی پر خوب تحریص کی۔ جب قریش نے بدر کی جانب پیش قدمی پر اتفاق کر لیا تو انہیں یاد آیا کہ ان کے قبیلہ بنی بکر کے درمیان عداوت ہے۔ ممکن تھا کہ وہ یہ خیال کر کے واپسی کا قصد کرتے یہ شیطان کو منظور نہ تھا اس لیے اس نے یہ فریب کیا کہ وہ سراقہ بن مالک بنی کنانہ کے سردار کی صورت میں نمودار ہوا اور ایک لشکر اور ایک جھنڈا ساتھ لے کر مشرکین سے آملا اور ان سے کہا کہ میں تمہارا ذمہ دار ہوں آج تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں جب مسلمانوں اور کافروں کے لشکر صف آرا ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے ایک مشت خاک مشرکین کے منہ پر ماری اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ سراقہ بنا ہوا ابلیس تو وہ بھاگا تو حارث بن ہشام نے پکارا کہ سراقہ تم ہمارے ضامن ہوئے تھے اب کہاں جاتے ہو۔ شیطان (ابلیس) سراقہ کہنے لگا مجھے وہ نظر آتا ہے جو تمہیں نظر نہیں آتا * اور بولا میں تمہاری ذمہ داری سے الگ ہوں اس سے سبکدوش ہوتا ہوں میں وہ دیکھتا ہوں یعنی فرشتوں کا لشکر جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھے ہلاک نہ کر دے (بحوالہ تفسیر صدر الافاضل)

لغوی اشارے * زین: اس نے سنوارا۔ اس نے زینت دی۔ اس نے بھلا کر کے دکھلایا۔ "تزیین" سے جس کے معنی آراستہ کرنے اور زینت دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ● غالب اسم فاعل واحد مذکر غَلَبٌ و غَلَبَۃٌ مصدر، باب ضَرَبَ۔ قابو رکھنے والا (لغات القرآن)

تفہیمات مزید: شیطان نے کفار و مشرکین کے برے اعمال ان کی آنکھوں میں اچھے کر دکھائے تھے اس لیے وہ نیکی سمجھتے تھے اور شیطان نے ان سے بدر کے روز یہ بھی کہا تھا کہ میں تمہارا حمایتی ہوں اس لیے تم پر کوئی غالب نہ آئے گا۔ تم جب کہ اس نے ملائکہ اور حضرت جبرئیل وغیرہ کو دیکھا تو پیٹھ پھیر کر الٹا پھر گیا کہ میں تم سے الگ ہوں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس روز شیطان سراقہ بن مالک سردار بنی بکر بن کنانہ کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ حسن اور اصم کہتے ہیں کہ بغیر کسی شکل میں ظاہر ہونے کے اس نے دل میں کفار کے وسوسے ڈالے تھے۔

إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

جب کہتے تھے منافق اور وہ جن کے دلوں میں آزار ہے کہ یہ مسلمان اپنے دین پر مغرور ہیں اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (۸/۴۹ ✱ ت: م)

۴۹۔ وہ وقت یاد کرو جب مدینہ کے منافقین اور مکہ کے ضعیف الاعتقاد لوگ پہلے تو اپنے دلوں میں کہتے تھے پھر جب سے ہم پر پہنچ جانے پر لشکر منتشر دیکھ کر زبان سے علانیہ کہتے تھے کہ مسلمان بڑے سادہ لوح ہیں انہیں اپنے اسلام کے دعووں سے دھوکہ لگ گیا وہ سمجھ بیٹھے کہ دینی طاقت سے اللہ کے بھروسے سے تخیلی جنگ جیت جائیں گے اسی خیال میں ہیں کہ اسی خطرناک جنگ میں آ گئے جہاں ان کی ہلاکت کفار کی فتح یقینی ہے نہ انسانوں سے کوئی بچے گا اور نہ مدینہ کی خیر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ دونوں فریق جھوٹے ہیں ان کا قانون سن لو کہ جو مومن اللہ پر صحیح توکل کرے تو اللہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے کیوں کہ اللہ غالب ہے اور حکمت والا بھی۔ اس کا کام کہ اس حالت میں تنہا تنگ میں پہنچا دینا اس کی حکمتیں ہیں وہ قیامت تک دنیا جانے گی۔ (اشرف التفاسیر)

لغوی وضاحت ✱ مَرَضٌ: اسم مصدر اور مصدر، بیماری، ابرش کی بیماری ہونا، بیمار ہونا، اس کی جمع امراض، مرض اور امراض آتی ہے۔ مَرَضٌ دل کا روگ ● یَتَوَکَّلْ: واحد مذکر غائب مضارع مجزوم توکل سے جو بھروسہ کرتا ہے۔ اگر غائب بھروسہ کرے (لغات القرآن)

معلومات مزید: منافقین اور مشرکین نے جب دیکھا کہ یہ ۳۱۳ نہتے آدمی بڑی فوج سے ٹکر لینے کے لئے جا رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ان کے دین نے انہیں دیوانہ بنا رکھا ہے انہیں اپنے نفع و نقصان کا کوئی خیال نہیں رہا ہے ✱ اہل ایمان نے اس قادر و مقتدر و توانا ذات پہ تکیہ کر لیا تھا نتیجہ اس توکل و یقین نے انہیں کامیاب بنا دیا

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۙ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ
وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝

اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ ملائکہ کافروں کی جان نکالتے ہوں گے ان کے منہ اور پیٹھ پر مارتے ہوں گے" (کہتے جاتے ہوں گے لو) دوزخ کا عذاب چکھو (۸/۵۰ ☆ ت ج)

۵۰۔ اور (اے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم !) اگر آپ کفار کا حال دیکھیں جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں یعنی جب عزرائیل علیہ السلام کا لشکر ہر ایک کافر کی روح نکالتا تھا فرشتوں کا یہ حال تھا کہ وہ لوہے کے گرزوں سے مارتے تھے ان کے چہروں یعنی اعضاء کے اگلے حصوں پر اور ان کے پچھلے حصوں پر انہیں گرز مارنے پر لگے تھے کہ دنیا کی تلواروں کے درد کے بعد چکھو جلانے والا وہ عذاب جو کہ آخرت کے عذابوں سے پہلا عذاب ہے (روح البیان)

لغوی اشارات ☆ یضربون: جمع مذکر غائب مضارع ضَرْبٌ سے وہ مارتے ہیں وہ پیٹتے ہیں، ضرب کرتے ہیں ● وُجُوھَھُمْ: جمع مضروب مضاف ھم ضمیر مضاف الیہ۔ ان کے چہرے اس پر ان کے چہروں کو ● اَدْبَارَھُمْ: ان کے پیچھے، ان کی پیٹھیں ھ ادبار مضاف ھم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

معروضات مرتبہ: جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو ملک الموت اور ان کے خدام فرشتے آتے ہیں اور اس کے منہ پر طمانچے ان کی پیٹھوں پر گھونسے یا ان دونوں پر ہتھوڑے مارتے ہیں اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ تو نے دنیا میں بڑی ڈھٹائی کی مہلت کا وقت ختم ہو گیا اب آگ کا عذاب چکھو۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝

یہ بدلہ ہے اس کا جو آگے بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے اور اللہ تعالیٰ ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے (اپنے) بندوں پر (۸/۵۱ ★ ت: عثمانی)

۵۱۔ یہ عذاب کرنا ان کو بسبب ان کے ہاتھوں کی کمائی کے۔ اور بے شک اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا کہ بغیر گناہ کے ان کو عذاب کرے۔ (جلالین)

● (فرشتے کافروں سے کہتے ہیں اب چکھنے کا مزہ چکھو) یہ تمہاری دنیوی بداعمالی کی سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں وہ تو عادل حاکم ہے، بابرکت و بلندیوں، غنا اور پاکیزگی والا بزرگ اور تعریفوں والا ہے چنانچہ صحیح مسلم شریف کی حدیث قدسی میں ہے کہ میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم حرام کرلیا ہے اور تم پر بھی حرام کردیا ہے پس آپس میں کوئی کسی پر ظلم و ستم نہ کرے۔ میرے بندو! میں تو صرف تمہارے کئے ہوئے اعمال ہی کو گھیرے ہوئے ہوں بھلائی پاؤ تو میری تعریفیں کرو اور اس کے سوا کچھ اور دیکھو تو اپنے نفس ہی کو ملامت کرو۔ (تفسیر ابن کثیر)

● لغوی اشارے ★ أَيْدِيكُمْ: تمہارے ہاتھ۔ أَيْدِيْ مضاف، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ

تفہیمات مزید ★ کفار سے خطاب کہ یہ عذاب دنیا و آخرت تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے چونکہ عام کاروبار ہاتھوں ہی سے وجود میں آتے ہیں اس لئے ہاتھوں کا ذکر کردیا گیا مطلب یہ ہے کہ یہ عذاب تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں فرماتا بلا وجہ کسی کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتا۔ جو کچھ سزا جزا ہے انسان کے اپنے اعمال کے سبب ہے

كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

ان کی حالت ایسی ہی ہے جیسے فرعون والوں کی اور ان لوگوں کی تھی جو ان سے قبل تھے (کہ) انہوں نے آیاتِ الٰہی سے کفر کیا سو اللہ نے انہیں پکڑ لیا ان کے (ان) گناہوں پر بے شک اللہ بڑی قوت والا ہے سخت سزا دینے والا ہے ٭ یہ (سب) اس سبب سے ہے کہ اللہ کسی نعمت کو جس کا انعام وہ کسی قوم پر کر چکا ہو نہیں بدلتا جب تک کہ وہی لوگ اس کو نہ بدل دیں جو کچھ ان کے نفسوں میں ہے اور بے شک اللہ خوب سننے والا ہے خوب جاننے والا ہے (۸/۵۲، ۵۳٭ت: م)

۵۲ - جیسے فرعون والوں اور ان سے اگلوں کا دستور یعنی ان کافروں کی عادت کفر و سرکشی میں فرعونی اور ان سے پہلوں کی مثل ہے تو جس طرح وہ ہلاک کئے گئے یہ بھی "بدر" میں قتل و قید میں مبتلا کئے گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس طرح فرعونیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو یقینی جان کر ان کی تکذیب کی یہی حال ان لوگوں کا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت جان پہچان کر تکذیب کرتے ہیں (حاشیہ کنزالایمان)

۵۳ - وہ عذاب جو ان کی غلطیوں سے مرتب ہوا، ورنہ وہ قادر ہے کہ ایسے ہی کسی کو عذاب دے بے سبب اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں اور اس کی حکمت کے بھی ناموزوں ہے کہ وہ کوئی نعمت دے کر پھر اس میں تبدیلی کرے یہاں تک کہ (وہ خود) تبدیل کریں جو ان کے نفسوں میں ہے یعنی ان کے ان اعمال و احوال کی وجہ سے کہ نعمت کے حصول کے باوجود وہ غلط کاروں میں مشغول رہے اور نعمت کے تقاضا کے منافی اعمال و افعال کے مرتکب ہوئے خواہ اس سے قبل ان کے احوال و افعال نیک تھے یا نیکی کے لئے اصلاح پذیر تھے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ سمیع علیم ہے یعنی سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال خواہ وہ عمل میں لائے یا انہیں ترک کرتے ہیں ان سب کو جانتا ہے وہ سابق ہیں یا لاحق وہ مناسب اور موزوں طریقے سے انہیں مرتب فرماتا ہے کسی پر نعمتیں باقی رکھنا موزوں ہوتا ہے تو باقی رکھتا ہے اگر اس سے واپس لینا مناسب ہوتا ہے تو واپس لیتا ہے (روح البیان)

لغوی اشارے ٭ دأب: حال، عادت، رسم، دستور، اس عادت مستمرہ کا نام جو ہمیشہ ایک حالت پر رہے، دأب ہے یہ اصل میں دأب یدأب کا مصدر ہے جس کے معنی لگاتار کسی کام میں لگے

یہ شفقت برداشت کرنے کے ہیں اور اسی سبب سے اس کا استعمال عادت اور طریقہ کے معنی میں ہوتا ہے ● آل: قوم، گھر کے لوگ، دوست، متبعین ● یکُ: واحد مذکر غائب مضارع مجزوم کون مصدر فعل ناقص منفی بمعنی ماضی منفی تھا، بمعنی فعل استمراری نہیں ہے، نہیں تھا، نہیں ہوتا، مثبت ہوگا ● مُغَیِّرًا: اسم فاعل واحد مذکر تغییر مصدر باب تفعیل بدلنے والا ● نعمۃ: اسم معرب نکرہ انعام واحسان * قرآن مجید میں نعمت سے عموماً مراد انعام ہے یعنی نعمت دینا، احسان کرنا بغیر کسی استحقاق اور تمنا معاوضہ کے محض اپنے فضل سے عنایت کرنا۔ (لغات القرآن)

مفہومات مزید * قوم فرعون اور دیگر نافرمانوں پر ان کی سرکشی اور عدم اطاعت کے باعث جس طرح عذاب نازل ہوئے اسی طرح ان کا بھی انجام ہونے والا ہے * مسلسل نافرمانیاں، تکذیب اور سرکشی کے باعث جب اللہ گرفت پر تدبیر کرتا ہے کوئی سرکش بچ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ بلاشبہ بڑی قوت والا اور نافرمانوں کو سخت عذاب دینے والا ہے

● جس قوم کو اللہ تعالیٰ نعمتوں سے مالامال فرماتا ہے اس سے اس وقت تک واپس نہیں لیا جاتا جب تک وہ قوم اپنے اعمال بد اور نافرمانیوں سے خود ہی نعمتوں سے محروم اور عذاب الٰہی کو دعوت نہ دے۔ گناہوں اور نافرمانیوں کی بنا پر نعمتوں کا دروازہ خود تنگ گویا اپنے اوپر بند کر لیتے ہیں اور اللہ پاک انہیں دی ہوئی نعمتوں کو سلب فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے حصول کے لئے نافرمانی، سرکشی اور گناہوں سے اجتناب ضروری ہے۔ سلب نعمت قوموں کے ارادی و اختیاری نافرمانیوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔

كَدَأْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ
بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ○

جیسے فرعون والوں اور ان سے اگلوں کا دستور انہوں نے اپنے رب کی آیتیں جھٹلائیں
تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا اور ہم نے فرعون والوں کو ڈبو دیا
اور وہ سب ظالم تھے (ک: ت ★ ۸/۵۴)

۵۴۔ یہ مضمون اسی پچھلی آیت میں بیان ہوا مگر وہاں کَفَرُوْا تھا۔ یہاں کَذَّبُوْا ہے۔ وہاں بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
اور یہاں بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ۔ تاکہ معلوم ہو کہ وہاں اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی نشانیاں مراد تھیں
اور یہاں اس کی ربوبیت کی نشانیاں مراد ہیں۔ اس كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ میں فرعونی لوگ بھی
داخل ہیں اور دوسرے کفار بھی جیسا کہ آیت کی روشنی میں معلوم ہو رہا ہے۔ فَاَهْلَكْنٰهُمْ
بِذُنُوْبِهِمْ یعنی کفار کی ہلاکت جھٹلانے سے لگی رہی بلکہ اس پر مرتب تھی اس لئے یہاں
ف ارشاد ہوئی۔ اس میں هُمْ کا مرجع قوم فرعون کے سوا دوسری قومیں ہیں یعنی وَالَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ کیونکہ فرعونیوں کی ہلاکت کا ذکر تو آگے آ رہا ہے۔ ان میں بعض کی ہلاکت زلزلے سے
بعض کی زمین میں دھنسنے سے بعض کی غیبی پتھراؤ سے بعض کی آندھیوں سے بعض کی صورت تبدیل
کرنے سے ہوئی جیسا کہ قرآن مجید میں مختلف جگہ اس کا ذکر ہے۔ یوں ہی کفار قریش کی ہلاکت
غزوات بدر وغیرہ میں غازیوں کی تلواروں سے ہوئی (تفسیر خازن) وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ چونکہ ان
سب کفار میں فرعونی لوگ بدترین کافر تھے اور ان کی سزا بھی نہایت عبرت ناک ہوئی اس لئے
خصوصیت سے ان کا ذکر علیحدہ ہو گیا۔ (بحوالہ اشرف التفاسیر)

لغوی وضاحت ★ اَهْلَكْنٰهُمْ: ہم نے ان کو ہلاک کیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے

• اَغْرَقْنَا: ہم نے ڈبو دیا۔ ہم نے غرق کر دیا۔ اِغْرَاقٌ سے جس کے معنی ڈبا دینے غرق کر دینے کے ہیں (ل ق)

معلومات مزید: اس آیت شریف میں واضح فرما دیا گیا کہ ان سب نافرمان اور آیات الٰہی کی تکذیب
کرنے والی قوموں کی سزا سزائے موت تھی۔ ہر قوم کی ہلاکت کی مختلف صورتیں ظاہر ہوئیں
چونکہ فرعون دعویدار خدائی تھا اور قوم اس کی تصدیق کرتی تھی اس لئے خصوصیت سے ذکر کیا گیا

إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ ع

بے شک زمین پر چلنے والوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بدتر ہیں کہ جنہوں نے کفر کیا سو وہ ایمان نہیں لاتے (۸/۵۵ ✯ ت، ح)

۵۵۔ بے شک زمین پر چلنے والے یعنی جملہ حیوانات سے بدتر ہیں اس میں انسان بھی شامل ہیں اس لئے کہ یہاں دواب کا لغوی معنی مراد ہے "عند اللہ" اللہ تعالیٰ کے حکم و قضا میں جنہوں نے کفر کیا یعنی اس پر اصرار کیا پس وہ ایمان نہیں لائیں گے یعنی ان سے ایمان کی توقع نہیں رکھنی چاہیے اس لئے کہ یہ ان لوگوں سے ہیں جن پر کفر کی مہر ثبت ہو چکی ہے۔ الذین شر الناس کے بجائے شر الدواب اس لئے فرمایا گیا تاکہ تنبیہ ہو کہ یہ اتنا بدبخت ہو چکا ہے کہ انسانی مناسبت سے خارج ہو کر حیوانوں میں داخل ہو گیا ہے۔ (روح البیان)

لغوی اشارے ✯ شَرَّ: برائی، شر۔ جس سے سب کو نفرت ہو وہ شر ہے۔ شرور جمع ●

دَوَآبُّ: چلنے والے، جانور، چارپائے، کیڑے۔ دَآبَّةٌ کی جمع ●

مفہومات مزید ✯ بلا شبہ بدترین جانور اللہ کے نزدیک وہ انسان ہیں جنہوں نے کفر کیا قرطبی نے کہا کہ ان سے مراد بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہودی قبائل ہیں جن سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے صلح کا معاہدہ فرمایا تو انہوں نے کفار کو اسلحہ مہیا کر کے عہد شکنی کی۔ پھر تائب ہوئے اور دوبارہ معاہدہ کیا لیکن جب غزوہ خندق میں سارا عرب مدینہ پر حملہ آور ہوا تو کفار کا پلہ بھاری دیکھ کر پھر یہ یہودی ان کی طرف جھک گئے اور یعنی حالت جنگ میں مسلمانوں سے دغا کی۔ بعض نے یوں کہا ہے کہ ان الشر الدواب کہ صفت میں بدتر وہ کافر ہیں کہ جن میں دو وصف ہیں اول یہ کہ وہ اپنے کفر پر مصر ہیں ایمان نہیں لاتے دوسرا یہ کہ وہ اپنے عہد کو بار بار توڑ ڈالتے ہیں اس کا کچھ رعایت نہیں کرتے۔

الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿۵۶﴾

وہ جن سے (کئی بار) آپ نے معاہدہ کیا۔ پھر وہ توڑتے رہے اپنا عہد ہر بار اور وہ (عہد شکنی سے) ذرا نہیں پرہیز کرتے (۸/۵۶۔ت:ض)

۵۶) اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ اور اس کے بعد کی آیتیں بنی قریظہ کے یہودیوں کے حق میں نازل ہوئیں جن کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد تھا کہ وہ آپ سے نہ لڑیں گے نہ آپ کے دشمنوں کی مدد کریں گے انہوں نے عہد توڑا اور مشرکین مکہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کی تو انہوں نے ہتھیاروں سے ان کی مدد کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معذرت کی کہ ہم بھول گئے تھے اور ہم سے قصور ہوا پھر دوبارہ عہد کیا اور اس کو بھی توڑا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سب جانوروں سے بدتر بتایا کیوں کہ کفار سب جانوروں سے بدتر ہیں اور باوجود کفر کے عہد شکن بھی ہوں تو اور بھی خراب۔ خدا سے نہ عہد شکنی کے خراب نتیجے سے اور نہ اس سے شرماتے ہیں باوجودیکہ عہد شکنی ہر عاقل کے نزدیک شرمناک جرم ہے اور عہد شکنی کرنے والا سب کے نزدیک بے اعتبار ہو جاتا ہے جب ان کی بے غیرتی اس درجہ پہنچ گئی تو یقیناً وہ جانوروں سے بدتر ہیں۔ (حاشیہ کنز الایمان)

لغوی اشارے: "ینقضون" جمع مذکر غائب۔ مضارع نقض مصدر (نصر) وہ توڑتے ہیں۔ "عاهدت" تو نے اقرار لیا، تو نے عہد باندھا۔ معاهدة سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ل ق)

مفہومات مزید: کافرین و مشرکین، معاندین و مخالفین کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ وہ پہلے معاہدہ کرتے پھر خود ہی اس کو توڑ دیا کرتے۔ بنو قریظہ کا بھی یہی حال تھا وہ بار بار عہد شکنی کے مرتکب ہوتے رہے اور اپنی ان حرکتوں پر نہ وہ جھجکتے نہ شرماتے۔ عہد کو توڑنے سے وہ پرہیز نہیں کیا کرتے تھے یہی سبب ہے کہ وہ بے اعتبار ہو گئے اور انھیں پھٹکارا گیا۔

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝

سو اگر آپ انہیں جنگ میں پا جائیں تو انہیں عبرت بنا کر ایسی سزا دیں تاکہ دوسرے لوگ بھی سمجھ جائیں

(۸/۵۷ * ت: م)

۵۷۔ (اے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم!) اگر آپ ان معاہدہ توڑنے والوں پر جنگ میں فتح پائیں تو ان کے ساتھ ایسا سخت معاملہ کرنا یعنی قہر و غضب میں ایسا مبتلا کرنا کہ ان کے دل کانپ اٹھیں تاکہ آپ کے ساتھ آئندہ کوئی معاہدہ توڑنے کی جرأت نہ کر سکیں بلکہ تمام زیست انہیں آپ سے لڑائی اور جنگ کرنے کے تصورات ہی مٹ جائیں * تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو معاہدہ توڑنے والوں کے ماسوا ہیں گروہ آپ کی (طرف سے دیکھنے والے) سخت سزا سے آئندہ کے لئے نصیحت پائیں کہ جس طرح منافقین اور معاہدہ توڑنے والوں کو سزا ملی ہے انہیں بھی ایسی ہی سزا ملے گی۔ (روح البیان)

لغوی وضاحت * تَثْقَفَنَّهُمْ: تو ان کو کہیں پائے (صحیح) ثُقُوْفٌ سے جس کے معنی پانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب اصل میں تو ثقف کے معنی کسی چیز کے ادراک کرنے اور اس کے سرانجام دینے میں حذاقت اور مہارت کے ہیں لیکن بعد میں صرف ادراک کرنے اور پانے کے معنی میں استعمال ہونے لگا اگرچہ حذاقت نہ ہو۔

حرب: لڑائی، جنگ حُرُوْبٌ جمع (ل ق)

معلومات مزید: معاندین و مشرکین اور دشمنوں پر غلبہ کے بعد معاہدہ توڑنے اور عہد شکنی کرنے والے عناصر کو ایسی سخت دردناک سزا دی جائے کہ جو نہ صرف انہیں یاد رہے بلکہ ایسے لوگوں کے لئے باعث عبرت ہو جو ان کا دیکھا دیکھی عہد شکنی اور مخالفت حق پر آمادہ ہوں یعنی مشرکین مکہ اور دیگر دشمن قبائل انہیں دیکھ کر اہل حق کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کریں

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ۭ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝

اس امید پر کہ شاید انھیں عبرت ہو اور اگر تم کسی قوم سے دغا کا اندیشہ کرو تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو برابری پر بے شک دغا والے اللہ کو پسند نہیں * اور ہرگز کافر اس گھمنڈ میں نہ رہیں کہ وہ ہاتھ سے نکل گئے بے شک وہ عاجز نہیں کرتے (۸/۵۸، ۵۹ * ت.ک)

۵۸ ۔ اگر تم معلوم کرو، یہاں پر خوف استعارۃً بمعنی علم ہے۔ معاہدہ کرنے والی قوم سے آئندہ کے معاملات میں ان سے خیانت یعنی عہد شکنی محسوس کریں بایں طور کہ ان کے طور اور اطوار تباہی کے ان کے عزائم اور ارادے کیا ہیں تو ان کے معاہدے ان کی طرف پھینک دیں دوران حالیکہ آپ ان کی دشمنی کے اظہار میں سیدھے راستے پر ہوں بایں طور کہ آپ بھی ان سے عہد شکنی ظاہر فرمائیں یعنی غیر مبہم الفاظ سے انھیں واضح کر دیں کہ اب ہمارا تمہارا معاہدہ اور ایک دوسرے سے تعلق ہمیشہ ختم۔ تاکہ انھیں جنگ کے دوران یہ وہم نہ ہو کہ آپ اپنے معاہدے کے پابند ہیں۔

آپ واشگاف الفاظ سے معاہدہ ختم کا اعلان فرمائیں گے۔ اب وہ کسی وہم و گمان میں نہ رہیں گے اور نہ ہی آپ پر الزام تراشی کر سکیں گے * بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ یہ ان پر شفقتاً ہے کہ اس سے معاہدہ توڑنے پر طعن کیا گیا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد شکنی کرکے بہت سخت غلطی کھائی۔ گویا حضور علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ اگر آپ کسی قوم سے عہد شکنی محسوس فرمائیں تو ان کو عہد شکنی کی اطلاع دے کر ان سے جنگ کریں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا (روح البیان)

۵۹ ۔ الذین کفروا سے مراد وہ کفار ہیں جو مسلمانوں کے مقابل جنگوں میں آئے اور نہ قتل ہوئے نہ قید بلکہ بچ کر بھاگ گئے۔ سبقوا ماخوذ ہے سبقت سے بمعنی آگے بڑھ جانا مراد ہے۔ قبضہ سے نکل جانا بھاگ جانا یعنی یہ کفار اپنے متعلق یہ خیال نہ کریں کہ وہ مسلمانوں کے رب تعالیٰ کے قبضہ سے نکل گئے (بلکہ وہ آئندہ قبضہ میں آئیں گے) یا یہ مطلب ہے کہ وہ رب کے قبضہ سے نہیں نکل گئے اگر کفر پر مرے تو دوزخ میں جھونکے جائیں گے *

اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۔ کیونکہ یہ لوگ عاجز نہیں کر سکیں گے مسلمانوں کو بلکہ خود مسلمانوں کے آگے عاجز ہوں گے یا وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکیں گے وہ تو ہر وقت اس کے قبضہ میں ہیں لہٰذا اے مسلمانو! تم ان کے بچ نکلنے پر غم نہ کرو ان شاء اللہ جلد تمہارے ہاتھ چڑھیں گے۔ (اشرف التفاسیر)

لغوی اشارے ★ تَخَافَنَّ : تو ڈرے، تجھ کو ڈر ہو۔ خوف سے مضارع با نونِ تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر ● خِيَانَةً : خیانت، دغا۔ خَانَ يَخُونُ کا مصدر ہے ● خَائِنِينَ : خیانت کرنے والے، دغا باز۔ خِيَانَةٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ● سَبَقُوا : انہوں نے سبقت کی، وہ آگے نکل گئے۔ سَبْقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ● يُعْجِزُونَ : جمع مذکر غائب مضارع منفی۔ إِعْجَازٌ سے وہ عاجز نہیں کر سکتے۔ (لغات القرآن)

معلومات مزید ★ علامہ قرطبی کی وضاحت ہے کہ جب معاہد قوم سے ایسے آثار نمایاں ہوں جن سے ان کی غداری اور خیانت کا پتہ چلتا ہو تو پہلے ان کا معاہدہ ان کے منہ پر دے مارو تب ان کے خلاف کوئی کارروائی کرو۔ لیکن اگر کھلم کھلا انہوں نے عہد شکنی کر دی تو پھر کسی تکلف کی ضرورت نہیں تم مناسب قدم اٹھا سکتے ہو (قرطبی) خیانت کرنا کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ★ اگر دوسری طرف سے عہد شکنی کا خطرہ پیدا ہو جائے تو ایسا کیا جا سکتا ہے کہ کھلے طور پر ان کو اعلان کے ساتھ آگاہ کر دیں کہ ہم آئندہ معاہدہ کے پابند نہیں رہیں گے بلا شبہ یہ اسلام کا عدل و انصاف ہے کہ خیانت کرنے والے دشمنوں کو بھی مہلت دی ہے۔

● اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کفار یہ نہ سمجھیں کہ وہ ہم سے بچ کر نکل گئے ہم اب ان کو پکڑ نہیں سکتے بلکہ وہ ہر وقت ہمارے قبضہ قدرت میں ہیں وہ ہمیں عاجز نہیں کر سکتے۔ وہ ہماری گرفت سے بچ کر نہیں نکل سکتے۔

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ
عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ
اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ
وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝

اور ان کے مقابلہ کے لئے جو کچھ قوت بہم پہنچ سکے بہم پہنچاؤ اور منجملہ اس کے گھوڑے باندھنا ہے کہ جس سے تم اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر دھاک بٹھاؤ اور ان کے سوا اور لوگوں پر بھی کہ جن کو تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ہی ان کو جانتا ہے اور جو کچھ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا بدلہ تمہیں ملے گا اور تمہارا کوئی حق رہ نہ جائے گا۔ (۸/۶۰ ✶ ت : ح)

۶۰۔ اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے، خواہ وہ اسلحہ ہوں یا قلعے یا تیر اندازی۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں قوت کے معنی رمی یعنی تیر اندازی بتائے، اور جتنے گھوڑے باندھ سکو ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں یعنی کفار اہل مکہ ہوں یا دوسرے، اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے۔ ابن زید کا قول ہے کہ یہاں اوروں سے منافقین مراد ہیں۔ حسن کا قول ہے کہ کافر جن۔ اللہ انہیں خوب جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو خرچ کرو گے تمہیں پورا دیا جائے گا، اس کی جزا وافر ملے گی، اور کسی طرح گھاٹے میں نہ رہو گے۔ (الایمان وخا۔)

لغوی اشارے ✶ اَعِدُّوا: تم تیار کر رکھو۔ اِعْدَادٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● رباط: باندھنا، سرحد پر چوکی دینا۔ یہ باب مفاعلت کا مصدر ہے اور مجرد میں ربط کا لفظ جس کے معنی مضبوط اور مستحکم باندھنے کے ہیں نیز اسم بھی آتا ہے اس شے کے معنی میں جس کے ساتھ دل یا گھوڑے باندھے جائیں ●
ترھبون: تم ڈراتے ہو۔ تم ڈراؤ گے۔ اِرْهَابٌ سے جس کے معنی خوفزدہ کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ا ل ق)

مفہومات ✶ منکرین حق سے سامنا کرنے کے لئے ہر طرح تیاری کی تاکید اور غفلت کی ممانعت ✶ ماجدی میں اس آیت کے ذیل کے تحت لکھا ہے کہ اسلامی حکومت کو ہر وقت تیاری دشمنوں سے مقابلہ کی رکھنا چاہیئے اور یہ بھی بالکل ظاہر ہے کہ یہ سارے ساز و سامان عملاً کیوں کر ہیں جب تک مسلمانوں کے پاس انجینیر اور دوسرے ماہرین فن نہ موجود ہوں۔

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

اور اگر کفار مائل ہوں صلح کی طرف تو آپ بھی مائل ہو جائیے اس کی طرف اور بھروسہ کیجیے اللہ تعالیٰ پر بے شک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے (۸/۶۱ * ت: ص)

۶۰۔ ارشاد ہے کہ جب کسی قوم کی خیانت کا خوف ہو تو اسے آگاہ کر کے عہد نامہ چاک کر ڈالو، لڑائی کی اطلاع کر دو۔ اس کے بعد اگر وہ لڑائی پر آمادگی ظاہر کریں تو اللہ پر بھروسہ کر کے جہاد شروع کر دو اگر وہ پھر صلح پر آمادہ ہو جائیں تو تم پھر صلح و صفائی کر لو۔ اس آیت کی تعمیل میں حدیبیہ والے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے نو سال کی مدت کے لئے صلح کر لی جو کئی شرائط پر طے ہوئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب اختلاف ہوگا اور کوئی بات پیش آئے گی پس اگر تجھ سے ہو سکے تو صلح ہی کر لینا" مسند امام احمد" مجاہد کہتے ہیں کہ یہ بنی قریظہ کے بارے میں اتری ہے * بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے (ابن کثیر)

لغوی اشارات * جَنَحُوا: وہ جھکے جُنُوحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ● سَلْم: صلح، اسم ہے مذکر و مونث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے ● تَوَكَّلْ: تو بھروسہ کر، تو اعتماد کر، تو توکل کر تَوَكُّلٌ سے جس کے معنی کسی پر بھروسہ کرنے اور اعتماد کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اس کا تعدیہ بذریعہ علیٰ ہوتا ہے (ل ق)

معلومات مزید * اعداء قوت خفیہ سے ڈرتے ہیں۔ پھر طاقت و شوکت کے بعد بھی اگر وہ صلح پر مائل ہوں تو صلح کر لیجیے اور پر بھروسہ رکھیے ان کے کید و مکر آپ پر کچھ نہ چلیں گے اللہ تعالیٰ کافی ہے جس نے بغیر اسباب ظاہرہ آپ کو فتح مبین سے سرفراز کیا اور مومنین پر بھی عنایات فرمائیں۔

وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ۚ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ۝

اور اگر وہ لوگ آپ کو دھوکا دینا چاہیں تو اللہ آپ کے لیے کافی ہے، وہ وہی ہے جس نے آپ کو اپنی نصرت اور مومنین کے ذریعہ قوت دی (۸/۶۲ * ت : م)

۶۲ - اور اگر وہ لوگ جو آپ سے صلح کا مطالبہ کرتے دل میں ارادہ رکھتے ہیں کہ آپ سے صلح ظاہر کرکے دھوکا دیں تاکہ آپ ان سے جنگ کرنے سے باز رہیں، بے شک آپ کو اللہ تعالیٰ کافی ہے کہ ان کے فتنوں اور شر سے آپ کو بچائے گا آپ کا وہی مددگار رہے گا اور آپ کو ان پر غلبہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنی کرم نوازی سے آپ کی مدد فرمائی یعنی بغیر کسی ظاہری سبب کے اس نے اپنے لطف و کرم سے آپ کو تقویت بخشی اور آپ کی اہل ایمان مہاجرین و انصار کے سبب مدد فرمائی۔ (روح البیان)

لغوی اشارے * يُرِيدُوا : جمع مذکر مضارع مجزوم اِرادۃٌ۔ وہ چاہیں گے ● يَخْدَعُوكَ : جمع مذکر غائب مضارع معنی مصدر خَدْعٌ مصدر (فتح) كَ ضمیر مفعول آپ کو دھوکا دینا۔ آپ سے فریب کرنا ● حَسْبَكَ : تجھ کو کافی ہے، تجھ کو بس ہے حَسْبٌ، حَسَبَ يَحْسُبُ کا مصدر ہے مگر معنی کافی ہونے کے استعمال ہوتا ہے مضاف ہے كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ (ل ق)

معروضات مزید * اگر مخالفین حق و معاندین دین ظاہر صلح پر آمادہ ہوں لیکن در پردہ اہل صداقت کو زک پہنچانے کی تیاری کر رہے ہوں تب بھی مطمئن رہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اہل حق کی ہر مشکل میں اعانت فرمائی ہے اسی طرح وہ تا دم مطلق اہل صداقت کے دشمنوں کے ہر منصوبے کو خاک میں ملا دے گا اور اہل حق کی نصرت فرما کر انہیں کامیاب و بامراد فرمائے گا۔

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ
قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝
يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور ان کے دلوں میں میل کر دیا اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے ان کے دل نہ ملا سکتے لیکن اللہ نے ان کے دل ملا دیے بے شک وہی ہے غالب حکمت والا ☆ اے نبی اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔ (۸/ ۶۳، ۶۴ ☆ ت: ک)

۶۳۔ اے حبیب! اللہ تعالیٰ وہ ہی قدرت والا ہے جس نے بدر و حنین وغیرہ نازک ترین موقعوں پر تمہاری غیبی امداد بھی کی اور مومنوں کے ذریعہ ظاہری مدد فرمائی جو مومن اب آپ کی خدمت پر متفق ہیں ان کے دل اللہ تعالیٰ ہی نے جوڑ دیے ہیں۔ غور کرو کہ ان کی آپس میں کیسی عداوتیں تھیں۔ اگر آپ سارے ظاہری اسباب جمع فرما دیتے دنیا کی ساری دولت خرچ کر دیتے انہیں ملانے کے لئے تب بھی ان کے دل جمع نہ ہوتے یہ تو اللہ کی قدرت (اور) آپ کا معجزہ ہوا کہ رب نے آپ کے ذریعہ ان سب کو ایک دل جان کر دیا ثابت ہوا کہ رب تعالیٰ سب پر غالب ہے حکمت والا بھی ہے۔ (اشرف التفاسیر)

۶۴۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مسلمانوں کو .... اطمینان دلا رہا ہے کہ وہ انہیں غالب کرے گا۔ فرماتا ہے اللہ کافی ہے اور جتنے مسلمان آپ کے ساتھ ہیں تیرے وہی کافی ہیں۔ (بحوالہ ابن کثیر)

لغوی اشارے ☆ الف: اس نے الفت دی، اس نے محبت ڈال دی تالیف سے جس کے معنی جمع کرنے اور الفت پیدا کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ● قلب: مصدر پلٹنا، الٹنا، موڑنا، پھیر دینا۔ دل اس لئے کہ تا بارت حیات اس میں حرکت اور الٹ پلٹ رہتی ہے، وہ اوصاف جو قلب سے خصوصیت رکھتے ہیں جیسے علم، فہم، عقل، ایمان، شجاعت وغیرہ (راغب) اس کی جمع قلوب ہے۔ قُلُوْبِهِمْ جمع مجرور مضاف ● نَبِيّ: مشتق مشبہ مجرور، نکرہ، مفرد، اصل میں نبیٔ تھا ہمزہ کو یاء سے بدل کر یاء کو یاء میں ادغام کر دیا پیغمبر۔ النبی۔ صیغہ صفت معرف باللام مفرد مرفوع پیغمبر ● اِتَّبَعَكَ: اس نے تیری پیروی کی اِتَّبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اور کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ل ق)

متفرقات مزید ☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور عنایت خاص سے اہل ایمان کے قلوب کو ملا دیا ان میں باہمی محبت پیدا کر دی اور انہیں جذبۂ اخوت سے مالا مال کر دیا۔ یہ محض انعام حق تعالیٰ ہے

939

مختلف متفرق اور منتشر لوگوں کے دلوں کو ایک دوسرے سے جوڑ جانا دنیا بھر کی دولت خرچ کر دینے پر بھی ممکن نہیں تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو پھر اختلاف کی جگہ اتحاد، افتراق کی جگہ یکجہتی اور نفرت کی جگہ محبت کی دولت سے نواز دیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارۃً خبر دی تھی کہ دعا کی تھی کہ الٰہی اسلام کو عزت و غلبہ دے عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام سے۔ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا قبول ہوئی اور) دوسرے ہی دن حضرت عمرؓ ایمان لے آئے * اس کی شان نزول کے متعلق دو قول ہیں ایک یہ کہ اے نبی آپ کو اللہ تعالیٰ ہر طرح کافی ہے۔ اور یہ عمرؓ جو آج مومن ہو کر آپ کا تابع ہوا آپ کو کافی ہے (دوسرا قول یہ کہ) اے نبی! آپ کو اللہ کافی ہے اور یہ جانثار وفادار صحابہ یا سارے مسلمان کافی ہیں آپ معاندین مخالفین اور کفار کی ہرگز پرواہ نہ کریں

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۭ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ایمانداروں کو جہاد کی ترغیب دلاؤ۔ اگر تم میں سے بیس لوگ صابر (مستقل مزاج) ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے۔ اور اگر تم میں سے سو ہوں گے تو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے اس لیے کہ وہ ناسمجھ قوم ہے (۸/۶۵ * ت: ح)

۶۵۔ اے رفیع اللہ، نبی علیہ الصلوۃ والسلام اہل ایمان کو جنگ کرنے میں زیادہ برانگیختہ فرمائیے
* اگر تم میں سے ہر کہ جنگ میں بیس صبر کرنے والے ہوں تو دو سو پر غالب آجاؤ گے اور اگر تم میں سے ایک سو ہوں تو ایک ہزار کافروں پر غلبہ پا جاؤ گے۔ اس لیے کہ وہ ایسی قوم ہے کہ وہ کچھ نہیں سمجھتے یعنی وہ نہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی آخرت پر۔ (بحوالہ روح البیان)

لغوی اشارے * حَرِّضْ: "آپ رغبت دلاؤ"۔ تو رغبت دلا، تو تاکید کر، تَحْرِيْضٌ سے جس کے معنی کسی کام پر رغبت دلانے اور ابھارنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر • يَّغْلِبُوْا: جمع مذکر غائب مضارع مجزوم غَلَبَةٌ مصدر (ضرب) وہ غالب آجائیں گے • يَفْقَهُوْنَ: جمع مذکر غائب مضارع مرفوع مثبت فِقْهٌ سے وہ سمجھیں، سمجھتے ہوں، سمجھ رکھتے ہوں۔ سمجھیں وہ سمجھتے ہوئے جان لیتے۔ منفی۔ وہ سمجھنے کے پاس کچھ نہیں ہے، وہ نہیں سمجھتے، وہ نہیں سمجھ سکتے وہ بے سمجھ ہیں۔ سمجھ نہیں رکھتے (ل ق)

مفہومات مزید: حرض کا لغوی معنی ہے بیماری کا بدن کو اتنا دبلا کر دینا کہ اس کو لب گور کر دے (مظہری) اگر تم میں بیس ثابت قدم رہنے والے اور امید ثواب رکھنے والے جنگ جو ہوں گے تو وہ دو سو مشرکوں پر غالب آ جائیں گے اور اگر تم میں سو ہوں گے تو ہزار کافروں پر غالب آ جائیں گے وجہ یہ ہے کہ وہ حقیقت کو غور نہیں سمجھتے یعنی اللہ پر امید ثواب نہیں رکھتے اللہ اور آخرت پر ان کا ایمان نہیں وہ ثابت قدم نہیں رہتے

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۭ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ
صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ
بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

(اے مسلمانو!) اب تخفیف کردی ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر اور وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزوری ہے تو اگر ہوں گے تم میں سے سو آدمی صبر کرنے والے تو وہ غالب آئیں گے دو سو پر۔ اور اگر ہوں تم میں سے ایک ہزار (صابر) تو وہ غالب آئیں گے دو ہزار پر اللہ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (۸/۶۶ *ت: ص)

۶۶ - یہ مشیت خدا حکم میں تخفیف کردی گئی۔ دس گنی طاقت سے لڑنے کی جگہ دوگنی طاقت سے لڑنے کا حکم ہوگیا اب اگر کافروں کی تعداد مسلمانوں سے دوگنی ہو تو فرار جائز نہیں۔
سفیان کا بیان ہے کہ شبرمہ نے فرمایا میرے نزدیک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بھی یہی حکم ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مسلمانوں کی تعداد جب کم تھی تو ان کو زیادہ تعداد سے لڑنے کا حکم دیا جب مسلمان زیادہ ہوگئے تو حکم میں تخفیف کردی ایسے ہی حکم (یعنی دس کا سو سے مقابلہ کرنے کا حکم) دو متناسب اعداد میں دینے سے یہ غرض ہے کہ یہ تناسب پیش نظر رہنا چاہئے خواہ تعداد کم ہو یا زیادہ (یعنی ایک دس، دو بیس، تین تیس چار چالیس، دس سو، بیس دو سو وغیرہ) (تفسیر مظہری)

لغوی تشریح * خَفَّفَ : اس نے تخفیف کی۔ اس نے ہلکا کردیا۔ تَخْفِیْفٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ● اَلْفٌ : ایک ہزار۔ اَلْفٌ کے معنی اصل میں ایک دوسرے سے پیوست ہو کر مل جانے کے ہیں۔ اعداد کی چار قسمیں ہیں اکائی دہائی سیکڑہ اور ہزار چونکہ ہزار میں یہ سب اعداد اکٹھا ہو جاتے ہیں اس لئے اس کا نام اَلْفٌ ہو گیا ● اَلْفَیْنِ : دو ہزار۔ الف کا تثنیہ (ل ق)

مفہومات مزید : اب اللہ تعالیٰ نے تم سے بوجھ ہلکا کردیا اس کے علم میں یہ حقیقت ہے کہ تمہاری جسمانی طاقت کم ہے پس اب تم میں سے جم کر لڑنے والے سو ہوں گے تو دو سو دشمنوں پر بھی غلبہ پالیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار استقامت و تحمل والے صابر ہوں گے تو دو ہزار دشمنوں پر غالب آئیں گے

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا ق وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

نبی کی شان کے لائق نہیں کہ اس کے قیدی (باقی) رہیں جب تک وہ زمین میں اچھی طرح خون ریزی نہ کرلے، تم لوگ دنیا کی جنس چاہتے ہو، اور اللہ (تمہارے لئے) آخرت چاہتا ہے، اور اللہ بڑا زبردست ہے بڑا حکمت والا ہے * اگر اللہ ہی کا ایک قانون پہلے سے نہ ہوتا تو جو امر تم نے اختیار کیا اس کے بارہ میں تم پر کوئی سخت سزا نازل ہوتی۔ (۸/۶۷، ۶۸ * ت: م)

۶۷۔ مسلم شریف وغیرہ کی احادیث میں ہے کہ جنگ بدر میں ستر کافر قید کر کے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے گئے حضور نے ان کے متعلق صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا کہ یہ آپ کی قوم و قبیلے کے لوگ ہیں میری رائے میں انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اس سے مسلمانوں کو قوت بھی پہنچے گی اور کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسلام نصیب کرے۔ حضرت عمر نے کہا کہ ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی، آپ کو مکہ مکرمہ میں نہ رہنے دیا یہ کفر کے سردار اور سرپرست ہیں ان کی گردنیں اڑائیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو فدیہ سے غنی کیا ہے علی مرتضیٰ کو عقیل پر اور حضرت حمزہ کو عباس پر اور مجھے میرے قرابتی پر مقرر کیجئے کہ ان کی گردنیں ماردیں آخر کار فدیہ ہی لینے کی رائے قرار پائی اور جب فدیہ لیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی (حاشیہ کنزالایمان)

۶۸۔ بدر کے مسلمان مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے۔ حالانکہ اس وقت تک ان کے لئے مال غنیمت کی (قطعاً) حلت نہیں ہوئی تھی اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت "لَوْلَا كِتَابٌ ..... الخ" نازل فرمائی۔
مطلب یہ کہ اللہ نے لوح محفوظ میں پہلے ہی سے لکھ دیا تھا کہ مال غنیمت تمہارے لئے حلال کر دیا جائے گا اگر یہ سابق کا لکھا ہوا حکم نہ ہوتا تو تم پر عذاب آجاتا۔ حضرت ابن عباس کا بیان کردہ تفسیری مطلب اسی طرح روایت میں آیا ہے بعض نے توضیح مطلب اس طرح کی ہے کہ بدر کے قیدیوں کو قتل کر دینے سے دوسرے کافروں پر ہیبت پڑتی اور اسلام کی قوت کا مظاہرہ ہوتا یہ بات مسلمانوں نے نہیں سمجھی بلکہ انہوں نے یہ خیال کیا کہ اگر معاوضہ لے کر قیدیوں کو آزاد کر دیا جائے گا تو دو فائدے ہوں گے ایک یہ کہ قیدی آزاد ہو کر ممکن ہے آئندہ مسلمان ہو جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا جن لوگوں کو چھوڑ دیا گیا تھا آئندہ ان میں سے اکثر مسلمان ہو گئے، دوسرا فائدہ یہ کہ مال مل جائے گا تو مسلمانوں کی طاقت قوی ہو جائے گی (اس وقت مسلمان بہت غریب تھے) یہ مسلمانوں کی اجتہادی غلطی تھی اس کے متعلق آیت میں فرمایا گیا ہے لوح محفوظ میں اللہ نے پہلے ہی لکھ دیا تھا کہ اجتہادی غلطی کرنے والے پر عذاب

تو ہوتا اگر یہ سابقہ فیصلہ نہ ہوتا تو عذاب آجاتا۔ (تفسیر مظہری)

لغوی وضاحت ✶ اَسْرٰی: قیدی۔ یہ لفظ اسیر کی جمع ہے ● یُثْخِنَ: واحد مذکر غائب مضارع اِثْخَانٌ مصدر (افعال) کثرت سے خون بہا دے ● تُرِیْدُوْنَ: تم چاہتے ہو، تم چاہو گے تم ارادہ کرتے ہو، تم ارادہ کرو گے اِرَادَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● سَبَقَ: وہ پہلے ہو چکا۔ وہ پہلے گزر چکا، اس نے سبقت کی۔ سَبْقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ "مِنَ اللّٰہِ سَبَقَ" کا مطلب ہے اللہ کی طرف سے پہلے سے تحریر لکھا ہوا ہو چکا۔ (ل ق)

مختصر تشریح: (تفسیر عثمانی سے ماخوذ) بدر کی لڑائی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ستر قیدی گرفتار کر کے مدینہ طیبہ میں آئے۔ ان قیدیوں کی بابت کہ جن میں حضور اقدسؐ کے چچا بھی یعنی حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے بھائی عقیل بھی تھے لوگوں سے رائے طلب کی گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا فدیہ لے کر چھوڑ دیجیے۔ آپ کی قوم ہے اللہ تعالیٰ ان کو توفیق ہدایت دے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا قتل کرنا چاہیے تاکہ کفر کا زور ٹوٹے۔ ایک رائے آگ میں جلا دینے کی بھی دی گئی۔ لیکن حضور اقدسؐ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے پسند آئی۔

● اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو ہدایت کرتا ہے تو جب تک ممنوعات کو کھول کر نہیں بیان کر دیتا ان ممنوعات کا ارتکاب کرنے والوں کو نہ گمراہ قرار دیتا ہے نہ ان کو عذاب دیتا ہے۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے لکھا ہے کہ خلاصہ یہ ہے کہ منع کرنے سے پہلے کسی عمل کے مرتکب کا مواخذہ نہیں کرتا اگر یہ بات نہ ہوتی تو تم پر عذاب آجاتا۔ حسن، مجاہد اور سعید بن جبیرؒ نے آیت کا تفسیری مطلب یہ ہی بیان کیا ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

تو کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

(۸/۶۹ ✱ ت: ک)

دو۔ اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا کہ ہم نے تمہارے لئے غنیمت کا مال وغیرہ جائز کر دیا ہے۔ لہٰذا کھاؤ جو مال غنیمت حاصل کرو۔ فدیہ بھی مال غنیمت میں داخل ہے۔ صحابہ کرام کے دل میں طرح طرح کے خطرات و وساوس گزرتے تھے کہ کہیں ہمارے لئے مال غنیمت ناجائز نہ ہو تو ان کے خطرات و وساوس دور کرتے ہوئے فرمایا۔ وہ مال غنیمت تمہارے لئے حلال ہے طیب ہے۔ لذیذ شے کو طیب کہا جاتا ہے حلال کو طیب سے موصوف کرنا بوجہ تشبیہ کے ہے کہ طیب وہ ہے کہ اس سے طبیعت کو کسی قسم کی کراہت نہ ہو اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کی مخالفت سے ڈرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے یعنی جو کچھ تم نے فدیہ لے کر زیادتی کی حالانکہ اس کی اباحت کا ابھی تک حکم نہیں دیا گیا لیکن تم سے اجتہادی غلطی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ تمہاری اس غلطی سے درگزر فرماتا ہے ایسی غلطیوں سے جو شخص توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے (بحوالہ روح البیان)

لغوی اشارے ✱ غَنِمْتُمْ: جمع مذکر حاضر ماضی معروف (باب سمع) غُنْمٌ اور غَنِيْمَةٌ مصدر۔ غُنْمٌ کے اصلی معنی کما لینا، فتح۔ استعمالی معنی فتح کے بعد دشمن سے چھینا ہوا مال۔ تم نے دشمن سے چھینا اور پایا ● طَيِّبًا: اصل میں طیب وہ چیز ہے کہ جس سے حواس لذت اٹھاتے ہیں اور جو پاکیزہ ہو۔ طعام طیب شرع میں وہ ہے جو جائز طور پر جائز مقدار میں جائز مقام سے حاصل کیا گیا ہو (ل ق)

متفرقات نزول ✱ آیت سابقہ کے نزول کے بعد فدیہ کا مال لینے سے صحابہ نے ہاتھ روک لئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (البغوی) یعنی تم نے جو فدیہ اور مال غنیمت لے لیا ہے اب اللہ نے اس کو تمہارے لئے مباح کر دیا (اب اس کو کھا سکتے ہو) (مظہری) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ خصوصیات عطا فرما کر دوسرے انبیاء پر برتری دی گئی ہے ان چھ خصوصیات میں سے آپ نے ایک خصوصیت یہ ذکر فرمائی کہ میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا۔ (ترمذی)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا
يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ان قیدیوں سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں (یہ) کہہ دیجیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے دل میں کچھ بھی نیکی معلوم ہوئی تو تم کو اس سے بہتر دے دے گا جو تم سے لیا گیا ہے اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے

(۸/۷۰ ✡ ت : ج)

۷۰۔ سبیل الرشاد میں لکھا ہے کہ بدر کے قیدیوں کی ایک جماعت نے جس میں حضرت عباسؓ بھی شامل تھے رسول اللہؐ سے عرض کیا ہم تو مسلمان تھے مجبوری سے کفار کے ساتھ ہم مقابلہ پر آئے تھے ہم سے فدیہ کیوں لیا جا رہا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بغوی نے حضرت عباس کا قول اس طرح نقل کیا ہے کہ اللہ نے اس کے عوض مجھے بیس غلام عنایت فرمائے جو سب کے سب تاجر ہیں اور کثیر مال کماتے ہیں ادنیٰ کم از کم بیس ہزار درہم بجائے بیس اوقیہ کے کماتا ہے اور اللہ نے مجھے زم زم (کی تولیت) بھی عنایت کر دی جس کے مقابلہ میں مجھے مکہ کا سارا مال بھی پسند نہیں اور مجھے اپنے رب سے مغفرت کی امید بھی لگی ہوئی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

لغوی اشارے ✡ اَیْدِیْکُمْ: تمہارے ہاتھ، اَیْدِیْ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ●

قُلُوْبِکُمْ: قلوب جمع مجرور مضاف، کُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب مضاف الیہ۔ تمہارے دلوں میں، تمہارے دلوں پر، تمہارے دلوں کو۔ (ل ق)

معلومات مزید: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین کا مال آیا جس کی مقدار اسی ہزار تھی تو حضور نے نماز ظہر کے لئے وضو کیا اور نماز سے پہلے سب کا سب تقسیم کر دیا اور حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ اس میں سے لے لو تو جتنا ان سے اٹھ سکا اتنا اٹھوا کر لے لیا وہ فرماتے تھے کہ یہ اس سے بہتر ہے کہ جو اللہ نے مجھ سے لیا اور میں اس سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں

وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اور اگر یہ ارادہ کریں آپ سے دھوکہ بازی کا (تو حیرت کیوں ہو) انہوں نے تو دھوکہ کیا ہے اللہ سے پہلے ہی (اسی لیے) تو اللہ تعالیٰ نے قابو دے دیا (تمہیں) ان پر اور اللہ تعالیٰ علیم (و) حکیم ہے۔

(۸/۷۱ * ت : ص)

۷۱۔ اور اگر وہ (بدر کے قیدی) ارادہ کریں آپ سے خیانت کا یعنی جو کچھ آپ سے وعدے کئے ہیں یعنی اسلام سے ہٹ کر اپنے آباؤ اجداد کے دین کی طرف ہو گئے۔ انہوں نے اس سے قبل بھی اللہ تعالیٰ کی خیانت کی تھی یعنی کفر کیا تھا اور جو کچھ ازل میں اللہ تعالیٰ سے وعدے کئے سب توڑ دیے پس ان پر تمہیں قبضہ دے دیا جیسے بدر میں تمہیں فتح و نصرت دی۔ اب بھی اگر تمہارے ساتھ خیانت کریں تو تمہیں ان پر غلبہ عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ علیم ہے وہ ان کی نیات اور جس عذاب کے وہ مستحق ہیں انہیں جانتا ہے وہ حکیم ہے کہ جیسے اس کی حکمت کا جو تقاضہ ہوتا ہے ویسے کرتا ہے (روح البیان)

لغویات رپ * خَانُوْا: انہوں نے خیانت کی، انہوں نے دغا کی۔ خِیَانَۃٌ سے ماضی کا صیغہ۔ جمع مذکر غائب • اَمْکَنَ: اس نے پکڑوا دیا۔ اس نے قابو دے دیا۔ اِمْکَانٌ سے جس کے معنی ایک کو دوسرے پر قابو دلانے اور پکڑوانے کے آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ل ق)

مضمرات مزید * ان کا دھوکہ اور فریب دغابازی کوئی نئی بات نہیں کیونکہ اس سے پہلے بھی ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیانت کی ہے اب اگر وہ ایسا ارادہ کریں تو آپ تعجب کیا یعنی ان کی دھوکہ بازی کا خمیازہ بھگتنا پڑا اللہ تعالیٰ نے ان پر تمہیں قابو دے دیا بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ
وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَلَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰى یُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ
اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۭ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ
مِّیْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے (انہیں) پناہ دی اور (ان کی) مدد کی یہ لوگ ایک دوسرے کے وارث ہیں اور جو لوگ ایمان تو لائے لیکن ہجرت نہیں کی تمہارا ان سے کوئی تعلق میراث کا نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے مدد چاہیں دین کے کام میں تو تم پر واجب ہے مدد کرنا بجز اس کے کہ اس قوم کے مقابلہ میں ہو جس کے اور تمہارے درمیان معاہدہ ہو اور اللہ خوب دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کرتے ہو (۸/۷۲ * ت : م)

۷۲۔ بے شک جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے "اور اس کے رسول کی محبت میں انہوں نے اپنے" گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے " یہ مہاجرین اولین ہیں" اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی " مسلمانوں کی اور انہیں اپنے مکانوں میں ٹھہرایا یہ انصار ہیں ان مہاجرین اور انصار دونوں کے لئے ارشاد ہوتا ہے " وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں " مہاجر انصار کے اور انصار مہاجر کے یہ وراثت آیت وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ ... (۸/۷۵) سے منسوخ ہو گئی " اور وہ جو ایمان لائے اور مکہ مکرمہ ہی میں مقیم رہے " اور ہجرت نہ کی تمہیں ان کا ترکہ کچھ نہیں پہنچتا جب تک ہجرت نہ کریں اور اگر وہ دین میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر مدد دینا واجب ہے مگر ایسی قوم پر کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ۔ (کنز الایمان ۔ تفسیری حاشیہ صدر الافاضل)

لغوی اشارے * هَاجَرُوْا : جمع مذکر غائب معروف مُهَاجَرَةٌ مصدر (مفاعلة) اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وطن چھوڑا ۔ انہوں نے دار الکفر سے ہجرت کی • نَصَرُوْا : جمع مذکر غائب ماضی معروف نَصْرٌ مصدر انہوں نے مدد کی • مِیْثَاقٌ : اسم مفرد ۔ مضبوط عہد پیمان ۔ مِیْثَاقٌ اسم نکرہ مرفوع معاہدہ (ل ق)

معلومات مزید * رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی دو جماعتیں تھیں مہاجر اور انصار ۔ مہاجر گھر چھوڑ کر آنے والے اور انصار جگہ دینے والے اور مدد کرنے والے جیسے سلمان حضرت ابوذر کا ساتھ حاضر ہوں سب کی صلح و جنگ ایک ہے ایک کا موافق سب کا موافق ۔ ایک کا مخالف سب کا مخالف * مہاجر اور انصار کے علاوہ ایک وہ گروہ بھی تھا جو اسلام کو قبول کر چکے تھے لیکن دار الکفر میں رہائش پذیر تھے ان کی بھی دو قسمیں تھیں ایک گروہ مسلمان

جو اسی کافر حکومت کی رعایا ہیں جس کے اور حکومت اسلامیہ کے درمیان دوستی اور صلح کا کوئی معاہدہ
نہ ہو۔ دوسرے وہ مسلمان جو اسی کافر حکومت کی رعایا ہیں جس کا اسلامی حکومت کے ساتھ دوستی کا معاہدہ
ہو چکا ہو۔ اب ان مختلف عناصر کے درمیان تعلقات کی نوعیت کیا ہو؟ اس کا ذکر بھی فرما دیا گیا۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ○
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ○ وَالَّذِينَ
آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ ۚ وَأُولُو
الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○

اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا ✱ اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ✱ اور جو بعد کو ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں اور رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے (۸/۷۳ تا ۷۵ ✱ ت: ک)

مسئلہ وراثت کا حکم بیان ہوا [illegible]

۷۳ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دو مختلف مذہب والے آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے نہ مسلمان کافر کا وارث اور نہ کافر مسلمان کا وارث پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی صحیحین میں ہے کہ مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔ سنن وغیرہ میں ہے دو مختلف مذہب والے آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں امام ترمذی؟ حسن کہتے ہیں ابن جریر میں ہے کہ ایک نئے مسلمان سے آپ نے عہد لیا کہ نماز قائم رکھنا، زکوٰۃ دینا، بیت اللہ شریف کا حج کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور جب وہاں شرک کی آگ بھڑک اٹھے تو رہنے نہیں ان کا مقابل اور ان سے برسر جنگ سمجھنا یہ روایت مرسل ہے (ابن کثیر)

۷۴۔ اور وہ لوگ جو ایمان والی چیزوں پر اجمالاً و تفصیلاً ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور رسول اللہ ﷺ کو خوش کرنے اپنے وطن کو خیرباد کیا اور کفار سے جہاد کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس سے دین اسلام اور اخلاص مراد ہے جو ہر دو فریق جنت میں لے جانے والا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے اہل ایمان کو اپنے ساتھ ملا کر اپنے گھروں میں ٹھہرایا اور ان کی ضروریات کے لئے دنیوی سامان وغیرہ دیا اور ان کی موافقت کی اور اہل ایمان کی ان کے دشمنوں پر مدد فرمائی (مہاجرین و انصار مراد ہیں) وہی ہیں جن کا ایمان حق ہے اس لئے کہ انہوں نے ایمان کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کئے۔ ان کے گناہوں کی مغفرت ہے اور اس کے ہاں رزق واسع اور کثیر ہے یعنی جنت میں بہت بڑا طعام کھلائے گا جو ان کے بدن میں تحلیل ہو کر پسینہ کی صورت میں نکل جائے گا اور اس پسینہ کی خوشبو مشک سے بھی بہتر ہوگی۔ (روح البیان)

۷۵ ۔ صلح حدیبیہ سے پہلے جن مسلمانوں نے ہجرت کی وہ مہاجرین سابقین کہلاتے ہیں اور حضورؐ نے مدینہ کو جو ہجرت کی وہ دوسری ہجرت والے کہلاتے ہیں اور جن لوگوں نے ایک بار مکہ چھوڑ کر حبشہ چلے گئے تھے اور دوسری بار مدینہ کو آئے وہ دو ہجرتوں والے کہلاتے ہیں انہیں میں حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت جعفر طیارؓ بھی تھے پہلی ہجرت والوں کا ذکر اوپر کی آیت میں کر دیا اور دوسری ہجرت والوں کا تذکرہ اس آیت میں کیا گیا ہے۔

اس آیت کا مضمون سابق آیت کے برعکس نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ مسلمان کا اگر کوئی قرابتدار مسلمان ہو تو قرابت نہ رکھنے والے مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ قرابتدار مسلمان میراث کا زیادہ مستحق ہے اب اگر وہ ان قرابتداروں میں سے ہے جن کا ذکر سورت نساء کی آیت میراث میں کیا گیا ہے تو وہ حسب تقسیم خداوندی میراث کا زیادہ مستحق ہو گا اور اگر ان میں سے نہ ہو بلکہ اور دور کے کوئی رشتہ دار ہوں تب بھی وہ ان مسلمانوں کے مقابلہ میں جو بالکل اجنبی ہیں اور میت سے ان کا ذرا سا رشتہ بھی نہیں ہو تو میت کے مال کا زیادہ مستحق ہو گا۔ اور میراثی قرابتداروں کے حصوں کی تعیین سورۂ نساء میں مذکور ہے۔ مزید اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس آیت کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جس کا کوئی (شرعی) وارث (ذوی فرض یا عصبہ) نہ ہو اس کا ماموں وارث ہوتا ہے (تفسیر مظہری)

لغوی اشارے ★ سَبِيلِ اللهِ : راہ خدا، اللہ کی راہ سبیل مضاف اللہ مضاف الیہ

ابن الاثیر الجزری لکھتے ہیں۔ سبیل اللہ لفظ عام ہے جو ہر اس خالص عمل کے لئے آتا ہے جس کی بدولت حق کے تقرب کی راہ پر فرائض، نوافل اور انواع عبادات کی ادائیگی کے ذریعہ گامزن ہوا جائے اور جب یہ مطلق استعمال ہو تو بیشتر جہاد کے معنی میں آتا ہے حتی کہ کثرت استعمال کی بنا پر ایسا ہو گیا کہ گویا اسی معنی میں منحصر ہو (النہایہ فی غریب الحدیث والاثر) ● آوَوْا : انہوں نے ٹھکانہ دیا، اِیْوَاءٌ سے جس کے معنی فروکش کرنے اور ٹھکانہ دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ل ق)

معنویاتی تخریج ★ کفار آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں ان کے اور مومنین کے درمیان وراثت نہیں۔ اہل ایمان میں باہمی تعاون و تناصر نہ ہو تو ان کے کمزور ہونے کا خدشہ ہوتا ہے جو بڑا فتنہ اور خرابی کا باعث ہے

● ہجرت کرنے والے مہاجر صحابہ اور ان کی اعانت کرنے والے انصار صحابہ کے لئے مغفرت کی دولت ہے اور باعزت روزی ہے۔ اہل ایمان کی تمام خوبیوں اچھائیوں کی تعریف و توصیف اور ان کے سچے ہونے کی بشارت

● وہ مسلمان جو بعد میں ایمان لائے اور پھر ہجرت کر کے رسول اللہ کے پاس آئے اور جہاد میں شریک ہوئے ان کی نسبت فرمایا گیا کہ وہ بھی تم میں ہی شمار ہیں ★ وراثت کے متعلق احکام کا نفاذ

(سورۃ الانفال کی تفسیر ختم شد)